میں فادر سے اس قدر حقیقت بیانی کی توقع نہیں کر رہا تھا۔اس سے پہلے کہ میں ان کی سچائی پسندی پر کوئی تبصرہ کرتا۔وہ بولے:''میں نے یہ تہیہ کرلیا تھا کہ اسلام قبول کرلوں؛لیکن مسلمانوں کو موجودہ رویے کے بعد میں سوچ میں پڑ گیا ہوں۔بھلا ایک بے کردار اور مقہور قوم کا فرد بننا کہاں کی عقل مندی ہے۔''

فادر کی بات سن کر میرے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ آئی اور میں نے وہ سارا واقعہ جو ابھی میرے ساتھ بیتا تھا انہیں سنایا۔مجھے ملنے والا نوٹس ان کے آگے رکھا اور کہا:''فادر! کیا یہ رویہ قابل فخر ہے؟اگر ہمارے جیسے آزاد،جمہوریت پسند،اور حریت فکر کے حامل معاشرے اور پھر اس معاشرے کے دل یعنی اس یونیورسٹی میں ہائمن اور جولیانہ جیسے لوگ ہو سکتے ہیں اور اس طرح سوچ سکتے ہیں تو پھر قرآں کے حاملین جو صدیوں سے گھٹن کا شکار،آمریت میں محصور،غربت و جہالت کی چکی میں پسے ہوئے ہیں۔ان کا کردار کیوں دیکھا جائے! کیوں نہ صرف حق کو سلام کیا جائے۔برے اور بھلے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں۔کیا خیال ہے فادر؟''

.فادر آگسٹس نے جس انداز سے مجھے دیکھا اس سے صاف ظاہر تھا اسے مجھ سے اتفاق ہے.....ہم دونوں فیصلہ کر چکے تھے۔

والدین کی خدمت کے آداب

سلیمہ حاجی نورعلی ۔خرم آباد

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۝﴾ [بنی اسرائیل ۲۳] ''اور تیرے رب نے فیصلہ کیا ہے کہ تم صرف اس کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں تیرے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو نہیں اُف تک نہ کہو اور نہ ہی انہیں جھڑکو اور ان کے ساتھ نرمی سے (اچھی) بات کرو اور محبت سے ان کے لیے جھک جاؤ اور ان کے لیے دعا کرتے ہوئے یہ کہو کہ اے رب ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔''

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک بار اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں ؟لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں اے رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا (کسی کو) اللہ کے شریک بنانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے اٹھ بیٹھ گئے اور فرمایا جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی گواہی دینا آپ ﷺ بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ کاش آپ خاموش ہو جاتے۔'' [بخاری ومسلم]

نیز ارشاد فرمایا: ''اولاد اپنی والد کے احسانات پورے نہیں کر سکتی الا یہ کہ وہ اسے غلام پائیں اور خرید کر آزاد کرائیں۔'' [بخاری ومسلم] سیدنا ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد کیا حق ہے؟ ارشاد فرمایا: ماں باپ ہی تمہاری جنت ہیں ماں باپ ہی دوزخ ہیں۔'' [ابن ماجہ]

ہر مسلمان والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور وہ ان کے حقوق کو تسلیم کرتا ہے۔ ایک اچھا مسلمان اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق کو دونوں جہانوں کی سعادت سمجھتا ہے۔ اور محض صرف اسی وجہ سے نہیں کہ وہ اس کی پیدائش کا باعث تھے اور انہوں نے بچپن میں اس کی دیکھ بھال اور خدمت کی ہے؛ بلکہ اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی فرمانبرداری ضروری قرار دی ہے اور ان کے حقوق کو اپنے حقوق کے ساتھ اللہ کی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ ماں باپ کی شکر گزاری کی تاکید کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ

اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴾[لقمان ١٤] ''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں (اچھا سلوک کرنے کی) وصیت کی ہے کہ اس کے ماں نے اسے کمزوریوں سے اٹھایا اور دو سال تک دودھ پلایا۔ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو (تم کو) میری طرف لوٹنا ہے۔''

ایک شخص نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔عرض کی پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ۔''

مزید فرمایا: ''بیشک اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، کنجوسی، بھیک اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا حرام قرار دیا، قیل وقال، سوالات کی کثرت اور مال ضائع کرنے کو ناپسند قرار دیا ہے۔'' [مسلم]

یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کر کے تم جنت کے مستحق ہو گے اور ان کے حقوق کو پامال کر کے تم جہنم ایندھن بنو گے۔

ماں باپ کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ان کی مرضی اور مزاج کے خلاف کبھی کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔ جوان کو ناگوار گزرے اور بالخصوص بڑھاپے میں مزاج کچھ چڑ چڑا اور اکھڑ ہو جاتا ہے۔اور والدین کچھ ایسے تقاضے اور مطالبے کرنے لگتے ہیں جو توقع کے خلاف ہوتے ہیں۔ دراصل بڑھاپے کی عمر میں خلاف طبع بات برداشت نہیں ہوتی اور کمزوری کے باعث اپنی اہمیت کا احساس بڑھ جاتا ہے۔اس لیے ذرا ذرا سی بات بھی بڑی محسوس ہونے لگتی ہے۔

لہٰذا اسی نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے کسی قول وعمل سے والدین کو ناراض ہونے کا موقع نہ دیجئے۔ والدین کا ان کی وفات کے بعد بھی خیال رکھنا چاہیے۔والدین کے لیے برابر مغفرت کی دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو یہ دعا سکھلائی ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴾[ابراهيم ٤١] ''اے ہمارے رب میری مغفرت فرما اور میرے والدین کو بھی اور سب ایمان والوں کو اس روز معاف فرما، جس دن حساب قائم ہوگا۔''

سیدنا ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ مرنے کے بعد جب میت کے درجات بلند ہوتے ہیں تو وہ حیرت سے پوچھتا ہے یہ کیونکر ہوا؟ اللہ کی جانب سے اس کو بتایا جاتا ہے کہ تمہاری اولاد تمہاری لیے مغفرت کی دعائیں کرتی رہی ہے۔''

والدین کے کیئے پیمان اور وصیت کو پورا کرنا چاہیے۔ والدین نے اگر کسی کا قرض ادا کرنا تھا اور ادا کرنے کا موقع نہ مل سکا تو اولاد کو چاہیے کہ والدین کا واجب الاداء قرض ادا کرے اور اگر کوئی نذر مانی ہو تو ان کی طرف نذر پوری کرنی چاہیے۔ ایک انصاری آدمی آپ ﷺ کی خدمت خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میرے والدین کی وفات کے بعد بھی ان کی اطاعت